رسائل و مسائل

چند شبہات و اعتراضات

سوال: عرض ہے کہ میں جماعت کا رکن تو نہیں ہوں لیکن بحمد اللہ میں جماعت کی تشکیل سے بھی پہلے اس جماعت کا ہم خیال اور ایک سرگرم حامی تھا۔ جماعت کا مسلک اور نصب العین معلوم ہونے کے بعد گویا اپنے میں بالکل پختگی محسوس کی۔ رکن نہ بننے کا فائدہ ابتک یہ حاصل ہوا کہ دوسری جماعتوں کے مطالعہ کا بھی موقع ملتا رہا اور تجسس کی نگاہ سے انھیں دیکھا۔ ایمانداری کی بات یہ ہے کہ جانبین سے بعض تجربات اور اعتراضات ایسے نظر میں آئے جن کا فیصلہ ابتک میں نہ کرسکا تاہم نوے فیصدی پھر بھی اپنے فطری میلان کے باعث آپ کی جماعت کا ہمخیال رہا اس لیے میں جو کچھ عرض کررہا ہوں وہ صرف سمجھنے کے لیے اور ہمدرد ہونے کی حیثیت سے کررہا ہوں تاکہ دوسروں کے دریافت کرنے پر مجھے بے جا تاویلیں نہ کرنی پڑیں:

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ درجہ اول کے لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی شعبۂ زندگی میں حکومت وقت سے مدد نہ لیں۔ لوگ اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بجا ہے اگر آپ کا لٹریچر وغیرہ یا گھر بار لوگ لوٹ لیں تو خیر آپ چپ رہیں گے، لیکن یہ آپ کی ڈاک، بجلی، ریل، شکر وغیرہ تمام ضروریات کہاں سے آتی ہیں؟ اگر حکومت طاغوتی سے امداد حاصل آپنے کی تو آپ صف اول میں نہ رہے یا صف اول کی مزید تشریح کی جائے گی؟

(۲) آپ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی جماعت میں وہ آدمی چاہتے ہیں جو خانقاہی زاہدوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوں اور دوسری طرف عام دنیا داروں سے بہت زیادہ ماہر تجربہ کار اور سیاست دان

ہوں۔ جب تک ایسا نہ ہوگا اس وقت تک اللہ تعالیٰ زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ دیگا۔
تو عرض ہے کہ پہلی بات تو ان لوگوں میں یقیناً دوسروں یعنی رسمی زاہدوں سے بہت کم ہے اور اسے
حاصل کرنے کی کوئی تجویز پروگرام میں نظر بھی نہیں آتی۔ یہ میں نے اس لیے عرض کیا کہ میں ذاتی طور
پر دوسری جماعتوں میں بھی شریک ہوا تھا ان لوگوں میں اس زہد کی تعلیم و تربیت دیکھی جس کا
مشاہدہ شریک ہونے والا رات کو سونے کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی کر لیتا ہے اور پھر
سچ عرض کرتا ہوں کہ اخلاق و عادات اور خدا ترسی کا وہ عالم دیکھا کر اور تو اور میں خود بھی متاثر ہوئے
بغیر نہ رہ سکا۔ اور جس کا بین فرق میں نے یہاں آتے ہی محسوس کیا۔ مثلاً ان لوگوں کا آپس میں
دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، ملنے جلنے کا رنگ ڈھنگ، ایثار و قربانی، تہجد گذاری، ذکر الٰہی
راتوں کا رونا، لمبی لمبی مسنون دعائیں۔ یہ اور اسی شعبے کے دیگر لوازمات نسبتاً ان لوگوں میں
بہت زیادہ ہیں۔ بحمد اللہ اصل دین کی پختگی اور اس راہ کی قربانی میں ضرور اُن جماعتوں کے
متعلقین اس جماعت کے متعلقین سے پیچھے ہیں لیکن جن باتوں کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے آخر وہ بھی
تو دین ہی کی کوئی شاخ ہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ وہ خوبیاں آپ لوگوں میں کیوں نہوں۔ مزید براں
یہ کہ انتظام میں نے جس قدر وہاں دیکھا وہ بھی یہاں کالعدم ہے۔ وہاں ہر گروہ ایک امیر کے
ماتحت ہوتا ہے اور جب تک گشت ہو کسی کو بغیر امیر کی اجازت کے بازار یا سیر تک جانے
کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور ہر لمحہ انھیں عام دنیا کی باتیں، فضول باتیں، بے جا مذاق، دوسروں
پر آوازیں کسنا ان سب باتوں سے بچنے کی تعلیم ہوتی رہتی ہے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ عرض گذار ہوں
کہ آخر اس باب میں آپ کی جماعت کیوں پیچھے ہے۔ آپنے بار بار فرمایا ہے کہ صف اول کے لوگ
رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز کرتے ہوئے عزیمت کی طرف دوڑیں تو کیا فقہی مسائل میں عزیمت
کا درجہ صف اول کے لیے ضروری نہیں؟ یہ تو عرض تھی آپکے فرمان کے پہلی جزء پر یعنی ہم رسمی زاہدوں
سے کہیں بہتر زاہد چاہتے ہیں۔ اب دوسرا حصہ ہے یعنی عام دنیاداروں سے زیادہ فہمیدہ اور
تجربہ کار ہماری جماعت میں ملیں۔ اس کے لیے بھی وہی پہلی عرض ہے کہ جب موجودہ سائنس اور

صنعت وحرفت اور مشنری سب کی سب حکومت وقت کے ہاتھ میں ہے، اور ان کی درسگاہوں
میں ہم خود یا اپنی اولاد کو بھیج نہیں سکتے تو پھر وہ اس صورت میں کیونکر عام دنیا داروں سے اس
باب میں زیادہ فہمیدہ ثابت ہوں گے۔ اس فرمان پر جب لوگ اعتراض کرتے ہیں تو مجھے بہت
دور از کار تاویلیں کرنی پڑتی ہیں۔ جتنے لوگ یہاں ہیں اگر حکومت طاغوتی سے مدد نہ لیتے تو یہاں تک
پہنچ بھی نہ سکتے تو پھر یہاں کا سب سامان یہی لاؤڈ اسپیکر، بجلی، ریل اور موٹر بلکہ ہمارا خود دفتر
آپ کے لٹریچر کا کاغذ اور اسی طرح کی سب ضروریات زندگی کیا حکومت سے امداد کے ضمن میں نہیں آتیں؟
ان لوگوں میں تو خیر کوئی بی۔ اے ہے تو کوئی ایم۔ اے خواہ امتحان نہ ہی دیا ہو۔ کوئی انجینئر اور کوئی
جج لیکن اپنی ملازمتوں کو چھوڑ کر صف اول میں آنے والے ان سب لوگوں کی یہ بیدار مغزی کیا چیز
ہے؟ جہاں تک میں سوچ سکا ہوں حکومت کی درسگاہوں سے حاصل کی ہوئی معرفت ہی کا
مرہون منت ہے۔ اب عرض ہے کہ یہ حضرات سو دو سو سال زندہ رہ نہیں سکتے۔ لازماً اس
کام کو چلانے کے لیے ان کی اولادیں کام آئیں گی تو ان میں زہد و دینداری تو خیر ان لیا ہمارے
بس کی چیز ہے لیکن دنیا فہمی کیسے آئے گی؟ شاید آپ اس کا جواب یہ دیں کہ سیدھی سی بات کیوں
نہیں سمجھ لیتے کہ یہ سب انگریزی اور موجودہ درسگاہوں اور صنعتوں کے ماہر اور مالک خود اسی
نظام میں آجائیں گے اور یہ سوال ہی باقی نہ رہے گا۔ مگر میرا اور عوام کا اعتراض نہیں بلکہ شبہہ
یا وسوسہ اچھی جگہ پر ہے اس لیے کہ سوال تو نظام قائم کر دینے ہی سے متعلق ہے کہ اس کے قیام
کے لیے ایسی فہمیدہ جماعت کی ضرورت ہے جو ہر باب میں یہاں تک کہ جب ہمیں ضروری طاقت
کے بعد اپنے راستے سے رکاوٹیں ہٹانے کے لیے ہاتھا پائی کی بھی ضرورت پڑ جائے تو ہماری ہاتھا
پائی بھی موجودہ حکومت کی ہاتھا پائی سے زیادہ سخت اور با اصول ہو تو پھر یہ تمام باتیں کہاں سے
سیکھیں گے؟ ہمیں یا ہماری اولاد کو کوئی تکلیف اٹھائے بغیر اس نظام کے قیام کا موقع مل جائے
اور پوری حکومت حکومت الٰہی کو قبول کر لے، ایسے نصیب ہمارے کہاں۔ رسول صلعم کو بھی آخر
جنگ کی ضرورت پیش آ ہی گئی۔ تو ایسی صورت میں دنیا! تو ہماری جماعت اللہ کے فضل سے

پوری ہوگی لیکن دنیوی ہتھیار سے کیسے آراستہ ہوگی؟

جواب: (۱) یوں بحث کرنے والے کے لیے تو بحث و جدال کی بڑی گنجائش ہے لیکن جو شخص سنجیدگی کے ساتھ غور کرے گا وہ آسانی کے ساتھ فیصلہ کر سکتا ہے کہ حکومت سے استمداد اور اُن ذرائع سے فائدہ اٹھا لینے میں بڑا فرق ہے جن پر حکومت قابض ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ اس نظامِ باطل کے اندر صرف کلمۂ الٰہی کو بلند کرنے کے لیے زندگی بسر کرنا چاہیے۔ جو شخص اس جدوجہد میں لگ گیا ہے وہ جان سکتا ہے کہ وہ کن کن مواقع پر مجبور ہے کہ اپنی زندگی کو محفوظ رکھنے یا اپنے مقصدِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے موجودہ نظام کے مقبوضہ ذرائع و وسائل کو کام میں لائے۔ ریل، تار، ڈاک وغیرہ سے ایک ایسے شخص کا فائدہ اٹھا لینا جو اعلائے کلمۂ حق کی جدوجہد میں لگا ہوا ہے حکومت سے استمداد نہیں ہے بلکہ جن ذرائع و وسائل پر حکومت بلا کسی حق کے قابض ہے ان کو ناگزیر حد تک مقصدِ حق میں استعمال کر لینا ہے۔ اس بات میں اور اس بات میں کہ ایک شخص اپنے تمام حقوقِ جان و مال کی محافظت کے لیے حکومت سے استمداد کرتا ہے بڑا فرق ہے، اور حکومت کی امداد کی شکلیں تو اس سے بالکل مختلف ہیں اور ہر شخص باونیٰ تامل ان میں فرق کر سکتا ہے لیکن بہت سے لوگ جان بوجھ کر التباس پیدا کرتے ہیں اور ان کے ترکش کے سب سے زیادہ قیمتی تیر اسی قسم کے قیاس مع الفارق ہیں۔ درحقیقت لوگوں کی نظر اس بات پر نہیں ہے کہ جو اہلِ حق کسی نظامِ باطل کے اندر گھر گئے ہوں ان کے لیے نہ تو یہ بات جائز ہے کہ اس نظام کے اجزاء کی طرح اس کے کل پرزے بن جائیں اور نہ یہ بات جائز ہے کہ اس سے فی الفور علیحدگی اور ترکِ تعلق اختیار کریں بلکہ ان کے لیے صحیح طرزِ عمل یہ ہے کہ اس کے اندر رہ کر جس حد تک ممکن ہو اس سے احتراز اختیار کریں اور جس حد تک مقصدِ حق کی خدمت کے لیے ناگزیر ہو اس کے ذرائع و وسائل کو استعمال کریں۔ پس یہ ریل، تار، ٹیلیفون کے استعمال کی اجازت بھی ہم محض اس لیے دیتے ہیں کہ مقصدِ حق کی خدمت اس کے لیے ہمیں مجبور کرتی ہے ورنہ جن لوگوں کا سینہ اس عشق سے بالکل خالی ہے اس نظامِ باطل کے اندر ان کی ساری زندگی گناہ و معصیت ہے۔

(۲) آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ ہمارے پروگرام میں تقویٰ کے حصول کی کوئی تدبیر نہیں بتائی

گئی ہے۔ درحقیقت اس باب میں ہمارا خیال یہ ہے کہ اصلی تقویٰ اقامتِ دین کی جدوجہد ہی میں حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ کے قائم کیے ہوئے حدود کی حفاظت کے لیے اور اس کے حکموں کو اپنے اوپر اور دوسروں کے اوپر قائم کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور خدا کے حضور جوابدہی کے احساس کے ساتھ یہ کام کر رہا ہے اس کا ہر لمحہ تقویٰ اور حصولِ تقویٰ کی جدوجہد میں بسر ہو رہا ہے۔ ہم اس جدوجہد کے باہر تقویٰ کے حصول کے قائل نہیں ہیں۔ آپ نے تقویٰ کی جن اشکال کا ذکر فرمایا ہے ان کے اجزائے دین ہونے میں شبہ نہیں ہے لیکن ان کا اعتبار اصولِ دین کی اقامت کی جدوجہد ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اگر اصولِ دین منہدم ہو رہے ہوں اور ان کے لیے لوگوں میں بےچینی نہ پیدا ہو تو مجھے امید نہیں ہے کہ ہم تقویٰ کی ان صورتوں سے خدا کے مواخذہ سے بچ سکیں گے۔ جماعت اسلامی کے ارکان میں دوسری جماعتوں کے مقابل میں اس اعتبار سے اگر کچھ کمی آپ کو نظر آ رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے اندر فروعِ دین کا شعور اصولِ دین کے شعور کے تحت پیدا ہو۔ جس رفتار سے دین میں ان کی معرفت بڑھتی جائے گی اسی رفتار سے ان میں ذوقِ دینی نشوونما پائے گا اور پھر اسی رفتار سے ان میں اجزاء و فروع کا اہتمام بھی ترقی کرے گا۔ ہم ترتیب کو الٹ کر یہ نہیں چاہتے کہ لوگوں میں دینداری کی نمائش کا جذبہ پیدا ہو

(۵) کسی مقصد کے لیے اشخاص کو تیار کرنے میں مقدم شے اس مقصد کے لیے ان کے اندر راسخ ایمان پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے قابلیت پیدا کرنا ایک امر ثانوی ہے۔ جو جماعت کسی چیز کا سچا عزم اپنے اندر پیدا کر لیتی ہے وہ اس کی قابلیت اور اس کے حصول کے وسائل و ذرائع ہزاروں راہوں سے خود بخود پیدا کر لیتی ہے۔ آپ اس بات کے لیے بالکل مضطرب نہ ہوں کہ اگر مسلمان موجودہ کافرانہ درسگاہوں سے علیحدہ کر لیے گئے تو ان میں وہ قابلیت کہاں سے پیدا ہو گی جو ان کے حریفوں پر ان کو فوقیت دلا سکے۔ ہم کو پورا یقین ہے کہ ایک جماعت حق اپنے حریفوں کے مقابل میں دس گنی قوت تو محض اپنے اصولوں کی سچائی اور اپنے ایمان کی بدولت بڑھا لیتی ہے۔ اس کے بعد اگر کچھ کمی رہ جاتی ہے تو وہ یوں پوری ہوتی ہے کہ حق کی اپیل کے مقابل میں چونکہ نسلی و قومی تعصبات حائل نہیں ہوتے اس وجہ سے ہر قوم کے لائق اور اہل افراد کھنچ کھنچ کر اس میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ یہ لوگ مل کر پہلے